AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 2

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title	Adam Tashadud se Mutaliq Bible ki Talemaat
Author (s):	Sumera Kouser Dr. Mustafeez Ahmad Alvi
Received on:	30 September, 2020
Accepted on:	17 January, 2021
Published on:	10 October, 2021
Citation:	English Names of Authors, "Adam Tashadud se Mutaliq Bible ki Talemaat", AL-ILM 5 no 2 (2021): 149-164
Publisher:	Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

عدم تشدد سے متعلق بائبل کی تعلیمات

سمیرا کوثر*

ڈاکٹر مستفیض احمد علوی**

Abstract

The notion of non-violence in all religions is very effective to promote peace and protection amongst humanity. All religions condemn violence strongly and insist their followers to promote safety for all creatures of the world. It is vividly clear that the philosophy of non-violence exists, in all texts of the sacred books of different World religions. No religion in its holy books, does teach or promote violence, cruelty and tyranny whatsoever. But on the other hand, it is also a fact that some religious groups [1]have been associated with violence in some of the crucial cases, not of history only, but also of the present age. There is a need to study the religious teachings of major world religions, regarding non-violence and negating terror in the name of religion. The following research focuses the Holy Bible (OT & NT both) to investigate, whether the religious teachings, in reality, de-emphasize violence and extremism, with their impact on human behavior. Moreover, this study analyzes the effectiveness of these teachings.

Keywords: Non-violence, the Biblical teachings, security and peace, Violent use of force.

تعارف

اردو میں تشدد کا لفظ عربی زبان کے لفظ شدۃ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب مضبوطی، سختی اور قوت کے ہیں۔ جب انسانی رویے کے ساتھ تشدد کا لفظ استعمال ہو تو اس سے مراد ایک فرد یا جماعت کا کسی دوسرے فرد یا اجتماعیت کے ساتھ ایسا رویہ ہوتا ہے جو شدت، سختی اور قوت کے استعمال سے بھرپور ہو۔ گویا عدم تشدد پر مبنی رویہ وہ ہو گا جس میں دوسروں پر کسی سختی اور قوت کا بے جا استعمال نہ ہو، بلکہ ہر انسان کو برابر اور آزاد سمجھ کر اس کے ساتھ مبنی بر اخلاق اور ہمدردی و خلوص سے بھرپور رویہ اختیار کیا جائے۔

انسانی تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ مذہب ہمیشہ انسان اور دیگر جانداروں کے لیے خیر، بھلائی اور ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ مذاہب عالم کی مقدس کتب کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو ایک بات یکساں طور پر تمام مذاہب میں نمایاں نظر آتی ہے اور وہ ہے تشدد اور اذیت کی نفی، نرمی و ہمدردی کا درس، دُکھ اور تکلیف سے

*پی ایچ ڈی اسکالر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

**ڈائریکٹر فیکلٹی اُف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

نجات دلانے اور راحت و سکون مہیا کرنے کے حوالے سے تاکیدی تعلیمات۔ دین اسلام اور قرآن مجید تو اس سلسلے میں سب سے نمایاں اور بے مثال ہیں ہی، اہل کتاب کی کتب کا مجموعہ بائبل بھی کچھ ایسی ہی ہدایات سے مزین ہے۔ انگریزی زبان میں بائیبل کے لفظ کا اطلاق، یہود و نصاریٰ کی تمام مقدس کتب کے مجموعے پر ہوتا ہے، جو کہ چھوٹی بڑی چھیاسٹھ(66) کتابوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتب دو حصوں میں منقسم ہیں: ایک عہد نامہ قدیم (The Old Testament; OT)، عرف عام میں تورات، جس میں انتالیس (39) کتب شامل ہیں اور دوسرا عہد نامہ جدید (The New Testament; NT) عرف عام میں انجیل کہلاتا ہے جس میں کل ستائیس (27) کتابیں شامل ہیں۔ بائبل کی تعلیمات کے مطالعے سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ بائبل میں جگہ جگہ پُر تشدد رویوں کی مذمت بیان کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ماضی کی طرح حال میں بھی اہل بائبل کی بہت بڑی تعداد پُر تشدد سرگرمیوں میں ملوث پائی جاتی ہے جس سے بائبل کی تعلیمات پر سوال اُٹھتا ہے لھٰذا ذیل میں ان سب کتب کی ان تعلیمات کا جائزہ پیش کیا جائے گا جو کہ عدم تشدد اور عدم اذیت سے متعلق ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو سکے کہ اصل قصوار کون ہے؟ مذہب یا اہل مذہب؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

مذہبی تعلیمات کا انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ فرد اور معاشرہ کی تربیت میں بہت اہم کردار کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مذاہب میں تشدد اور عدم تشدد کے پہلو کو لے کر بہت سے لوگوں نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے جیسا کہ 2001ء میں موہن داس کرم چندگاندھی کی کتاب Non-Violent Resistance نیو یارک سے شائع ہوئی جس میں مقاصد کے حصول کے لیے غیر متشدد مزاحمت کے اصولوں پر روشنی ڈالی گئی۔ اس کے علاوہ 2009ء میں The Myth of Religious Violence کے نام سے کتاب منظر عام پر آئی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مذہب تشدد کو فروغ دینے کا ایک خطرناک رجحان ہے۔ 2005ء میں ایک کتاب The Origins Of Religious Violence کے نام سے شائع ہوئی جس میں اس بات کا جائزہ پیش کیا گیا کہ کیا فطری طور مذہب متشدد ہے یا پھر ہم مذہب کے متشدد پہلو پر زیادہ توجہ دے کر غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ 2014ء میں کتاب The Justification of Religious Violence منظر عام پر آئی ہے جس میں مذہب کے نام پر تشدد کے جواز کی جانچ کی گئی ہے۔ اسی طرح 2015ء میں Religions and Nonviolence کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی جس میں عدم تشدد کے حوالے سے مختلف مذاہب کی رسومات کا ذکر کیا گیا۔ 2018ء میں Religion, Pacifism,

and Nonviolence کے نام سے ایک کتاب منظر پر آئی جس میں امن پسندی سے آگاہی فراہم کی گئی ہے۔ لیکن عدم تشدد کے حوالے سے بائبل کی تعلیمات کو جاننے کی گنجائش ابھی موجود تھی تاکہ اہل مذہب کے پُر تشدد رویوں کے پیچھے چُھپے مُحرکات کی اصل پول کُھل سکے اور مذہب بدنامی سے بچ جائے اسی لئے اس موضوع کو تحقیق کی بُنیاد بنایا گیا ہے۔

منہج تحقیق

تحقیقی مضمون میں بیانیہ، تقابلی اور تجزیاتی اسلوب تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے۔ عدم تشدد کے حوالے سے بائبل کی تعلیمات کو بیان کر کے اہل بائبل کے پُر تشدد رویوں اور واقعات کی حقیقت تک رسائی کی کوشش کی گئی ہے اور ان واقعات کے پس پُشت حقائق سے پردہ اُٹھایا گیا ہے کہ وہ کون سے مفادات تھے جن کو حاصل کرنے کے لیے بائبل کے پیروکاروں نے ظلم و ستم، ناانصافی اور تشدد کے پہاڑ توڑے اور الزام مذہب کی تعلیمات پر آگیا کہ مذہب نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ مذہب کی تعلیمات تو کچھ اور ہی حقیقت بیان کر رہی ہیں۔ لہٰذا عدم تشدد اور عدم اذیت کے حوالے سے بائبل کی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

عہد نامہ قدیم اور معاشرتی امن

مذہب یہود کا مقدس ادب دو حصوں پر مشتمل ہے: عہد نامہ قدیم(The Old Testament) اور تالمود(Talmud)۔ عہد نامہ قدیم 39 کتابوں کا مجموعہ ہے جن میں تورات، صحائف انبیاء اور صحائف مقدسہ شامل ہیں جبکہ تالمود کی حیثیت قانونی تشریحات کی ہے۔ یہودی مذہب کی معاشرتی تعلیمات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے "احکام عشرہ" کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

Thou shalt not kill. Thou shalt not commit adultery. Thou shalt not steal. Thou shalt not bear false witness against thy neighbor. Thou shalt not covet thy neighbor's house, thou shalt not covet thy neighbor's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that *is* thy neighbor's.[2]

تو خون نہ کرنا، تو زنا نہ کرنا، تو چوری نہ کرنا، تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا، تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا، تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا، اور نہ اس کے غلام یا اس کی کنیز کا، نہ اس کے بیل یا گدھے کا، اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی چیز کا۔

گویا یہاں معاشرتی گناہوں سے انسانوں کو روکا جارہا ہے۔ ان اصولوں کی تشریح کرتے ہوئے بائبل کا شارح جان شلز John Schultz:1840-1896 لکھتا ہے:

There are various ways in which we can destroy human life. Murder does not only mean that we extinguish a life by shooting or stabbing. All

hatred is murder. Actually, all indifference toward other humans amounts to murder. There is no neutral ground between love and hatred. If we are not moved with compassion in seeing the suffering and need of others, we carry in us all the basic elements of murder. We read about Jesus, "When he saw the crowds, he had compassion on them, because they were harassed and helpless, like sheep without a shepherd.[3]

بہت سے طریقے ہیں جن کے ذریعے ہم انسانی زندگی کو تباہ کرسکتے ہیں۔ قتل کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی کی زندگی کا خاتمہ اس کو گولی مار کر یا چھُرا مار کر کریں بلکہ تمام نفرتیں بھی قتل ہی ہیں، دراصل ہر قسم کی بے حسی دوسرے انسانوں کیساتھ قتل ہی شمار ہوتی ہے۔ یہاں محبت اور نفرت کے درمیان کوئی قدرتی میدان نہیں، اگر ہم شفقت کا رویہ اختیار نہیں کرتے ہیں اور دوسروں کی ضرورتوں کا خیال نہیں رکھتے ہیں تو ہم قتل کے تمام بنیادی عناصر جاری رکھتے ہیں۔ ہم عیسیٰؑ کے متعلق پڑھتے ہیں کہ جب انہوں نے ہجوم کو دیکھا تو ان پر رحم کیا تھا کیونکہ وہ ہراساں اور بے یارومددگار تھے جیسے بھیڑ بغیر گڈریا کے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لوگوں کو انسانیت کی بھلائی، عدل و انصاف کی فراہمی اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کی تلقین کی اور اپنی قوت کو انسانیت کی فلاح و بہبود پر صرف کرنے کا حکم دیا۔ مسیحا یا نجات دہندہ کے خواص میں یہی بیان کیا گیا ہے اور خدا کے فیصلے بھی ایسا ہی پھل لے کے آتے ہیں:

And he shall judge among the nations, and shall rebuke many people: and they shall beat their swords into plowshares, and their spears into pruning hooks: nation shall not lift up sword against nation, neither shall they learn war anymore...[4]

اور وہ قوموں کے درمیان عدالت کرے گا، اور مختلف اُمتوں کے جھگڑے مٹائے گا۔ لوگ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں اور اپنے نیزوں سے درانتیاں بنالیں گے۔ تب قومیں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اُٹھائیں گی، اور نہ یہ آئندہ کبھی جنگ کی مشق سیکھیں گی۔۔۔ آکسفورڈ بائبل کمنٹری (The Oxford Bible Commentary) میں ان ہدایات کی وضاحت اس طرح سے بیان کی گئی ہے کہ:

Ancient Israel lived in a world where war was a fact of life. The vision of the cessation of war in this verse is a remarkable one, and it is perhaps not surprising that it proved too remarkable for a later prophetic voice. In Joel we find the vision being reversed; there ploughshares and pruning hooks are to become swords and spears, in recognition of the need for continued conflict.[5]

قدیم اسرائیلی ایسی جگہ رہتے تھے جہاں جنگ زندگی کی حقیقت تھی۔ اس آیت میں جنگ کے خاتمے کا تصور متاثر کن ہے اور شاید یہ حیرت کی بات نہ ہو کہ یہ پیشن گوئی بعد میں اور بھی عظیم ہو گئی ایک پیغمبرانہ غیبی آواز بن کر۔

صلح جوئی کی تعلیم

بنی اسرائیل میں جنگجوئی کی روایت پر بائبل میں حضرت موسیٰؑ کا یہ ارشاد بطور تبصرہ ملاحظہ ہے:

Hear me, my brethren, and my people: *As for me,* I *had* in mine heart to build a house of rest for the ark of the covenant of the Lord, and for the footstool of our God, and had made ready for the building: but God said unto me, Thou shalt not build a house for my name, because thou *hast been* a man of war, and hast shed blood.[6]

اے میرے بھائیو اور میرے لوگو، میری سُنو! میرے دل میں تھا کہ خداوند کے عہد کے صندوق کے لیے مکان اور اپنے خُدا کے قدموں کے لیے چوکی بناؤں اور میں نے اُس کے بنانے کے لیے تیاری بھی کی۔ لیکن خدا نے مُجھ سے کہا کہ تُو میرے نام کے لیے گھر نہ بنانا کیونکہ تُو جنگجو ہے اور تُو نے خُون بہایا ہے۔

گویا اللہ کا عہد ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو جنگ کی بجائے صلح جوئی سے کام کریں، جو زندگیاں لینے کی بجائے زندگیاں بانٹنے والے ہوں، تبھی ان کی نیکیاں بھی قبول ہوں گی ورنہ، خدا کے گھر بنانے کا عمل بھی قابل قبول نہیں ہونے والا۔

ایذارسانی سے اجتناب کی تاکید

حضرت موسیٰ نے اپنے پیروکاروں کو، خونریزی، زناکاری، دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور خاص طور پر ہمسایوں کو دُکھ اور تکلیف دینے سے منع کیا۔ ان کی تلقین کے مطابق، مثالی اور اچھے انسان کی خصوصیات صنم کدوں سے دور رہ کر اور گناہوں سے بچ کر، خداوند کے اور اسکے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے:

And hath not eaten upon the mountains, neither hath lifted up his eyes to the idols of the house of Israel, neither hath defiled his neighbor’s wife, neither hath come near to a monstrous woman, and hath not oppressed any, *but* hath restored to the debtor his pledge, hath spoiled none by violence, hath given his bread to the hungry, and hath covered the naked with a garment; he *that* hath not given forth upon usury, neither hath taken any increase, *that* hath withdrawn his hand from iniquity, hath executed true judgment between man and man.[7]

وہ پہاڑ کے صنم کدوں میں قربانی کا گوشت نہیں کھاتا، نہ بنی اسرائیل کے بتوں کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے، وہ اپنے ہمسایہ کی بیوی کی بے حُرمتی نہیں کرتا، نہ حیض کی حالت میں بیوی کے پاس جاتا ہے، وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ قرض کے بدلے رہن رکھی ہوئی چیز لوٹا دیتا ہے، وہ ڈاکہ نہیں ڈالتا، بلکہ اپنی روٹی بھوکے کو دے دیتا ہے، اور ننگے کو کپڑے پہناتا ہے۔ وہ رہن رکھ کر لین دین نہیں کرتا، نہ زیادہ سود وصول کرتا ہے، وہ بدکاری سے دور رہتا ہے اور لوگوں کے درمیان سچائی کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔

اس اقتباس میں ایک راست باز شخص کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ بائبل کے مطابق جب کوئی شخص دوسروں پر ظلم و تشدد کرنا شروع کر دیتا ہے تو پھر وہ اس گناہ میں دن بدن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ہر انسان اپنے گناہوں کا بار خود ہی اٹھائے گا کوئی کسی کے اعمال کا ذمہ دار نہیں ہے، لہٰذا، کوئی دوسرا اس کے گناہوں پہ آنسو نہیں بہائے گا: مزید فرمایا

Violence is risen up into a rod of wickedness: none of them shall remain, nor of their multitude, nor of any of theirs: neither shall there be wailing for them.[8]

تشدد دنے بڑھ کر ظلم و ستم کے ڈنڈے کا روپ دھار لیا؛ لوگوں میں سے کوئی نہ بچے گا، نہ اس بھیڑ میں سے کوئی بچے گا۔ نہ دولت اور نہ ہی کوئی اور قیمتی شے۔

گویا تشدد الفاظ کی شکل میں روح کو اذیت دینے سے شروع ہوا اور بڑھتے بڑھتے جسمانی اذیت تک پہنچ گیا اور اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ اب اس کے شر سے کوئی محفوظ نہیں رہے گا نہ تو کوئی انسان اور نہ ہی کوئی اور شے۔ فرمایا:

Envy thou not the oppressor, and choose none of his ways.[9]

کسی ظالم پر رشک نہ کرنا، اور نہ اس کی کوئی راہ اختیار کرنا۔

لھٰذا دوسروں کو ظلم سے دبا کر رکھنے والا طاقتور نہیں بلکہ بزدل اور بدی کے راستے کا مسافر کہلاتا ہے۔ اس دنیا میں قرار صرف امن کو ہی حاصل ہوتا ہے اور یہی قانون فطرت بھی ہے۔

رذائل اخلاق سے گریز کی تعلیم

کتاب حزاقیل میں ہے:

A man shall eat good by the fruit of *his* mouth: but the soul of the transgressors *shall eat* violence.[10]

انسان اپنے لبوں کے پھل کھائے گا، لیکن اپنی حدود سے تجاوز کرنے والوں کی روحیں تشدد سے غذا پائیں گی۔

بائبل کی مجموعی تعلیمات یہ درس دیتی ہیں کہ انسان کو میٹھے بول بولنے چاہیے، کیونکہ نرم گفتگو کے اچھے اور دور رس نتائج ملتے ہیں جبکہ شر پسند بدلے میں بے سکونی پاتے ہیں۔ گویا دانشمند لوگ نصیحت پر عمل پیرا ہو کر بہت سی برائیوں سے بچ جاتے ہیں جبکہ تکبر سے بھرے ٹھٹھاباز نصحیت پر کان ہی نہیں دھرتے جس کی وجہ سے نقصان سے دوچار ہوتے ہیں:

Therefore pride compasseth them about as a chain; violence covereth them *as* a garment.[11]

بہر حال غرور اُن کے گلے کا ہار بن جاتا ہے: اور وہ ظلم سے ملبس ہو جاتے ہیں۔

یعنی جو لوگ شریر ہوتے ہیں ان کا تکبر خود ان کو ہی لے ڈوبتا ہے اور ان کے دامن ظلم وستم کے گناہوں سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔

معاشرتی تعلقات میں تعلیم یہ ہے کہ:

Ye shall not steal, neither deal falsely, neither lie one to another. And ye shall not swear by my name falsely, neither shalt thou profane the name of thy God: I *am* the Lord. Thou shalt not defraud thy neighbor, neither rob *him:* the wages of him that is hired shall not abide with thee all night until the morning. Thou shalt not curse the deaf, nor put a stumbling block before the blind, but shalt fear thy God: I *am* the Lord. Ye shall do no unrighteousness in judgment; thou shalt not respect the person of the poor, nor honor the person of the mighty: *but* in righteousness shalt thou judge thy neighbor.[12]

تم چوری نہ کرنا، نہ جھوٹ بولنا اور نہ ایک دوسرے کو دھوکا دینا، تم میرا نام لے کر جھوٹی قسم نہ کھانا جس سے تمھارے خدا کے نام کی بے حُرمتی ہو۔ میں خداوند ہوں تم اپنے پڑوسی کو مت ٹھگنا اور نہ اسے لُوٹنا اور نہ ہی کسی مزدور کی مزدوری رات بھر روکے رکھنا، تم بہرے کو نہ کوسنا اور نہ اندھے کے آگے کوئی ایسی شے رکھنا جس سے اسے ٹھیس پہنچے بلکے خدا سے ڈرنا۔ میں خداوند ہوں۔ تم فیصلہ کرتے وقت بے انصافی مت کرنا نہ تو غریب کی طرفداری کرنا اور نہ بڑے آدمی کالحاظ بلکہ راستی سے اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا۔

الغرض، عہد نامہ قدیم کی تعلیمات میں پر تشدد رویوں کی مذمت کی گئی ہے اور ان کے خطرناک انجام سے بھی انسانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ کس طرح پر تشدد رویے زمین اور اہل زمین کی تکلیف اور بے سکونی کا باعث بنتے ہیں اور ظلم وستم کی راہ کو اپنانے والے نہ خود امن وسکون سے رہتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو چین سے رہنے دیتے ہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر قسم کے روحانی و جسمانی اذیت سے خود کو اور دوسروں کو بچائے کیونکہ تشدد سے اجتناب میں ہی انسانیت کی بھلائی اور خیر خواہی پنہاں ہے اور اس سے بچ کر ہی دنیا ترقی وخوشحالی کی منزلیں طے کر سکتی ہے۔

عہد نامہ جدید کی ہدایات

بنی اسرائیل کے عظیم الشان پیغمبر، حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کے نام سے منسوب، دُنیا کا سب سے بڑا مذہب ، مسیحیت ہے۔ قرآن نے آپ کا نام عیسیٰ بتایا ہے۔ عیسیٰ عبرانی لفظ یسوع کا معرب ہے جس کا مطلب ہے خدا کی نصرت پانے والا جبکہ مسیح کا معنی شفا دینے والا ہے۔ اس مذہب کی مقدس کتاب مسیحی بائبل ہے، جس میں کل

27 کُتب ہیں۔ یہ کتب عہد نامہ قدیم سے الگ شکل میں چوتھی صدی عیسوی سے، جمع کر دی گئی ہیں۔ مسیحیت نے بائبل کے اپنے حصے کا نام عہد نام جدید رکھا ہے۔

عالمی مذاہب میں، مسیحیت کے بانی، عیسیٰ علیہ السلام اذیتوں اور مصیبتوں سے نجات دینے والے اور بیماری کی اذیت سے شفا دینے والی ہستی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں، ان کی تعلیمات اور سیرت کے، عہد نامہ جدید(The New Testament) کے کئی مقامات گواہ ہیں، جن میں حضرت عیسیٰ کا پہاڑی کا وعظ (Sermon on the Mount)، جو کہ ان کا آخری خطبہ ہے، نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

بدلہ لینے سے گریز کی تاکید

حضرت عیسیٰؑ کے آخری خطبے کا کچھ حصہ مندرجہ ذیل ہے:

Ye have heard that it hath been said, an eye for eye, and a tooth for a tooth but I say unto you, that ye resist not evil: but whosoever shall smite thee on the right cheek, turn to him the other also. And if any man will sue thee at the law, and take away thy coat, let him have thy cloak also. And whoso eve shall compel thee to go a mile, go with him twain. Give to him that asketh thee, and from him that would borrow of thee turn not thou away...[13]

تم نے سُنا ہے کہ کہا گیا تھا: آنکھ کے عوض آنکھ اور دانت کے عوض دانت 39۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ ہی مت کرنا۔ اگر کوئی تیرے دائیں گال پر تھپڑ مارتا ہے تو دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دے۔40اور اگر کوئی تجھ پر دعویٰ کر کے تیرا کُرتہ ہتھیا لینا چاہے تو اپنا چوغہ بھی اس کے حوالے کر دے۔ 41اگر کوئی تجھے بیگار میں ایک میل لے جانا چاہے تو اس کے ساتھ دو میل چلا جا۔42جو تجھ سے کچھ مانگے اُسے ضرور دے۔ جو تجھ سے قرض لینا چاہے اس سے منہ نہ موڑ۔۔۔

انجیل کے مشہور مفسر جان کالون(John Calvin 1509-1564) ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

There are two ways of resisting: the one, by warding off injuries through inoffensive conduct; the other, by retaliation. Though Christ does not permit his people to repel violence by violence.[14]

مسیحؑ نے ان کو آگاہ کیا کہ باوجود اس کے کہ جج معاشرے کی حفاظت میں دلچسپی رکھتے تھے اور طاقت کا استعمال کرتے تھے سکون قائم کرنے، ظلم اور بدکاری کو روکنے کے لیے لیکن پھر بھی یہ ہر آدمی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کی طرف سے دی گئی تکلیفوں کو صبر سے برداشت کرے۔ بدی کا مقابلہ ہی نہ کرے یہاں دو راستے ہیں

مزاحمت کے: ایک جارحانہ عمل کے ذریعے تکلیف دینا بند کرے اور دوسرا تعلقات کے ذریعے۔ بحر حال مسیحؑ اپنے پیروکاروں کو اذیت کے ساتھ ختم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتے تھے۔

سلامتی کے ذریعے خدا کا دیدار

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی نصیحت کی کہ اگر کوئی تم پر ظلم وزیادتی کرے تو بدلے میں تم ظلم و زیادتی نہ کرنا بلکہ احسن طریقے سے پیش آنا۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کے ساتھ خیر خواہی، حسن سلوک اور بھلائی کا رویہ اختیار کرنا، اور اس کی مدد کرنا۔

Finally, brethren, farewell. Be perfect, be of good comfort, be of one mind, live in peace; and the God of love and peace shall be with you. Greet one another with a holy kiss. All the saints salute you. The grace of the Lord Jesus Christ, and the love of God, and the communion of the Holy Ghost, *be* with you all. Amen.[15]

آخر میں بھائیوں الوداع۔ کامل بنو، پُر سکون رہو، متحد رہو، امن سے رہو اس طرح خُدا کی مُحبت اور امن تمھارے ساتھ رہے گا۔ ایک دوسرے کو سلامتی سے چومنا، تمام بزرگ تمھیں سلام کریں گے، رب یسوع مسیح کا فضل اور خُدا کی محبت اور روح القُدس کا اتحاد تم سب کے ساتھ ہو آمین۔ مسیحیت کے مقدس ادب میں امن و سلامتی اور مُحبت کیساتھ زندگی گزارنے کی ہدایت کی گئی ہے اور ایسی صورت میں خُدا تعالیٰ، مسیحؑ اور روح القُدس کا ساتھ میسر آئے گا۔ عہد نامہ جدید میں ایک اور مقام پر یہ ہے کہ:

Follow peace with all *men,* and holiness, without which no man shall see the Lord.[16]

تمام لوگوں کیساتھ امن اور پاکیزگی کا راستہ اختیار کرو کیونکہ اس کے بغیر کوئی آدمی خُدا کو نہیں دیکھے گا۔

اگر انسان خدا تعالیٰ کا دیدار کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے لوگوں کیساتھ امن و سلامتی کا برتاؤ کرنا پڑے گا اور انسانیت کا خیر خواہ بننا پڑے گا کیونکہ ان خوبیوں کے بغیر خدا کا دیدار ممکن نہیں ہے۔ جان کالون (-1564 John Colvin1509) ان آیات کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ:

He declares, that without holiness no man shall see the Lord; for with no other eyes shall we see God than those which have been renewed after his image.[17]

وہ اعلان کرتے ہیں کہ پاکیزگی کے بغیر کوئی بھی انسان خدا کو نہیں دیکھ سکے گا۔ ہم خُدا کو دیکھتے ہیں پھر وہ جو اس کے تصور کی تجدید کر رہے ہیں۔

بائبل یہ بھی بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توانسان کو ایسی صفات اپنانے کا حکم دیتاہے جس سے بندے میں رب رحمٰن کی جھلک نظر آئے،اسی لیے تووہ بندوں سے فرماتا ہے کہ:

Recompense to no man evil for evil. Provide things honest in the sight of all men. If it be possible, as much as lieth in you, live peaceably with all men. Dearly beloved, avenge not yourselves, but *rather* give place unto wrath: for it is written, Vengeance *is* mine; I will repay, saith the Lord. Therefore if thine enemy hunger, feed him; if he thirst, give him drink: for in so doing thou shalt heap coals of fire on his head. Be not overcome of evil, but overcome evil with good.[18]

برائی کے بدلے بُرائی نہ کریں۔ وہ کام کریں جو سب لوگوں کی نظر میں اچھا ہو۔ جہاں تک ممکن ہو، اپنی طرف سے سب کے ساتھ امن سے رہیں۔ عزیزو، بدلہ نہ لیں بلکہ خدا کا غضب ظاہر ہونے دیں کیونکہ یہوواہ نے کہا ہے کہ بدلہ لینا میرا کام ہے۔ مَیں بدلہ دوں گا۔ لیکن ”اگر آپ کے دُشمن کو بھوک لگی ہے تو اُسے کھانا کھلائیں اور اگر اُسے پیاس لگی ہے تو اُسے پانی پلائیں کیونکہ ایسا کرنے سے آپ اُس کے سر پر دہکتے ہوئے کوئلوں کا ڈھیر لگائیں گے۔ بُرائی کو اپنے اُوپر غالب نہ آنے دیں بلکہ اچھائی سے بُرائی پر غالب آئیں۔

دشمن کے ساتھ حسن سلوک

بائبل کی ہدایت ہے کہ دشمنوں کیساتھ بھی دوستوں کی طرح پیش آئیں،ان کی ضرورت کے وقت مدد کریں،ہو سکتاہے کہ وہ آپ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر برائی سے باز آجائیں،لیکن ان کی بری عادات کو کبھی بھی خود میں پنپنے نہ دیں،ہاں اگر آپ کے دوسروں کیساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے باوجود بھی لوگ برائی سے باز نہیں آتے اور بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا معاملہ خدا پر چھوڑ دینا چاہیے وہ خود ہی ان کو ان کے انجام تک پہنچادے گا۔انسان کو اپنے فرائض دلجمعی کیساتھ ادا کر لینے چاہیے:

But I say unto you which hear, Love your enemies and do good to them Which hate you. [19]

لیکن آپ جو میری باتیں سُن رہے ہیں، مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آئندہ بھی اپنے دُشمنوں سے محبت کریں،اُن لوگوں سے بھلائی کریں جو آپ سے نفرت کرتے ہیں۔

جو لوگ نفرت کرتے ہیں ان کی نفرت کو محبت میں تبدیل کرنے کا طریقہ بھی یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کی جائے اور ان کی زیادتی کو معاف کر دیا جائے:

And when ye stand praying, forgive, if ye have aught against any; that you’re Father also which is in heaven may forgive you your trespasses.[20]

ترجمہ: اور جب آپ کھڑے ہو کر دُعا کرتے ہیں اور آپ کو یاد آتا ہے کہ آپ کو کسی سے شکایت ہے تو اُسے معاف کر دیں تا کہ آپ کا آسمانی باپ بھی آپ کی خطائیں معاف کر دے۔

معاف کرنا خدائی صفت

انسان کو چاہیے کہ اپنا بہترین رازدار اور دوست رب تعالیٰ کو بنائے اور اسی کے سامنے اپنی پریشانیوں اور مشکلوں کو پیش کر کے ان کے حل کی دعا کرے، اس دوران اگر دل میں کسی کے خلاف کوئی شکوہ و شکایت کا خیال آئے تو اسے خدا کی رضا کے لیے معاف کر دیں، کیونکہ ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ بھی ان کے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ جان کالون (John Calvin) اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

The reason is, that God will not be ready to hear us, unless we also show ourselves ready to grant forgiveness to those who have offended us. If we are not harder than iron, this exhortation ought to soften us, and render us disposed to forgive offenses.[21]

اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا ہماری سننے کو تیار نہیں ہو گا جب تک ہم خود بھی لوگوں کو معاف کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ اگر ہم لوہے سے زیادہ سخت نہیں ہیں تو اس نصیحت سے ہمیں نرم ہونا چاہیے، اور مجرموں کو معاف کرنے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ سننے کو اس شرط کو کیوں شامل کیا گیا تھا، کہ معاف کرو جیسا کہ ہم معاف کرتے ہیں، جان کالون کی تشریح بتاتی ہے کہ مسیحؑ نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں معاف کرنا اس شرط کیساتھ منسوب کیا ہے کہ ہم بھی اس کے بندوں کو معاف کریں، کیونکہ اس سے ایک تو خدا کی صفات کا عکس اس کے بندے میں نمایاں ہوتا ہے دوسرا آپس کی نفرتیں بھی محبتوں میں بدل جاتیں ہیں اور انسانیت آرام و سکون محسوس کرتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوہے کی طرح سخت نہ بنیں بلکہ نرمی والی بات پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کو معاف کر دیں۔ بائبل میں ایک یہ اصوّل بھی بتایا گیا ہے کہ:

Bless them that curse you, and pray for them which despitefully use you. And unto him that smiteth thee on the *one* cheek offer also the other; and him that taketh away thy cloak forbid not *to take thy* coat also. Give to every man that asketh of thee; and of him that taketh away thy goods ask *them* not again. And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise.[22]

اُن کا بھلا چاہیں جو آپ کو بد دُعا دیتے ہیں اور اُن کے لیے دُعا کریں جو آپ کی بے عزتی کرتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کے ایک گال پر مارے تو دوسرا بھی اُس کی طرف کر دیں اور اگر کوئی آپ کی چادر لے لے تو اُسے اپنا کُرتا بھی لینے دیں۔ اگر کوئی آپ سے کوئی چیز مانگے تو اُسے دے دیں اور اگر کسی نے آپ کی چیزیں لے لی ہیں تو اُس سے واپس نہ مانگیں۔

لھٰذا بائبل میں عدم اذیت کی تعلیم ایک دوسرے مقام پر ایسے ہے:

Let love be without dissimulation. Abhor that which is evil; cleave to that which is good. *Be* kindly affectionate one to another with brotherly love; in honor preferring one another; not slothful in business; fervent in spirit; serving the Lord; rejoicing in hope...[23]

آپ کی محبت ریاکاری سے پاک ہو۔ بُرائی سے گھن کھائیں اور اچھائی سے لپٹے رہیں۔ ایک دوسرے سے بہن بھائیوں کی طرح پیار کریں۔ ایک دوسرے کی عزت کرنے میں پہل کریں۔ محنتی ہوں اور سُستی نہ کریں۔ پاک روح سے دہکتے رہیں۔ دل وجان سے یہوداہ کی غلامی کریں۔ اپنی اُمید کی وجہ سے خوش ہوں۔

عاجزی اور نرمی کی تاکید کرتے ہوئے بائبل میں کہا گیا ہے کہ:

With all lowliness and meekness, with long-suffering, forbearing one another in love;[24]

خاکساری، نرم مزاجی اور صبر کے ساتھ چلیں اور محبت کی بنا پر ایک دوسرے کو برداشت کریں۔

یہ بات بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ دوسروں کو خوش رکھتے ہیں وہ خود بھی بہت خوش رہتے ہیں کیونکہ دوسروں کو خوشی دینے سے خوشی آپ کی طرف بھی لوٹتی ہے۔

ہمیشہ کی راحت کا سامان

حضرت مسیحؑ کی تعلیم ہے کہ انسان کو چاہیے کہ نرمی اور آرام سے ٹھہر ٹھہر کر اور غور و فکر کے بعد بات کرے کیونکہ الفاظ کی کاٹ تلوار سے زیادہ تیز ہوتی ہے، ہمیشہ دماغ کو ٹھنڈا رکھیں کیونکہ غصہ انسانی عقل کو کھا جاتا ہے اور دانشمندانہ صلاحیتوں کے خاتمہ کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے خود بھی پر سکون رہیں اور دوسروں کو بھی پر سکون رکھیں۔ اس کے علاوہ بائبل میں عہد نامہ جدید میں خوشی کی دعا کیساتھ دائمی خوشی کے حصول کے لیے کچھ نصیحتیں بھی کی گئی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

Finally, brethren, farewell. Be perfect, be of good comfort, be of one mind, live in peace; and the God of love and peace shall be with you.[25]

آخر میں بھائیو، میری خواہش ہے کہ آپ آئندہ بھی خوش رہیں، اپنی اِصلاح کریں، تسلی پائیں، ہم خیال اور صلح پسند ہوں۔ پھر خدا جو محبت اور اِطمینان کا بانی ہے، آپ کے ساتھ رہے گا۔

یہاں سکون و راحت کے چند اصول سمجھائے گئے ہیں کہ پر سکون رہیں اور دوسروں کو بھی پر سکون رکھیں ، لوگوں کیساتھ صلح جو طبیعت کیساتھ رہنا سیکھیں، ان کی غلطیوں کو دلوں میں جگہ نہ دیں بلکہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ

کرتے ہوئے ان کے قصور معاف کر دیں، ایسا کرنے سے خدا کی محبت اور ساتھ میسر آئے گا۔اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے:

If it be possible, as much as lieth in you, live peaceably with all men.[26]

جہاں تک ممکن ہو، اپنی طرف سے سب کے ساتھ امن سے رہیں۔

یعنی امن آشتی کا رویہ اختیار کرنے میں اپنی تمام قوتوں کو ممکن حد تک بروئے کار لائیں تبھی اس کے نتائج دیکھنے کو ملیں گے۔اس کے علاوہ انسان کے جسمانی وروحانی امراض کی نشاندہی اس طرح سے بائبل میں کی گئی ہے کہ:

Now the works of the flesh are manifest, which are *these,* adultery, fornication, uncleanness, lasciviousness, idolatry, witchcraft, hatred, variance, emulations, wrath, strife, seditions, heresies, envying's, murders, drunkenness, reveling, and such like : of the which I tell you before, as I have also told *you* in time past, that they which do such things shall not inherit the kingdom of God.[27]

ترجمہ:اب جسم کے کام صاف ظاہر ہیں اور وہ یہ ہیں: حرام کاری، ناپاکی، ہٹ دھرمی ،چال چلیت پرستی، جادوٹونا، دُشمنی، لڑائی جھگڑا، رنجش، غصے کے دورے، بحث و تکرار، اِختلافات، فرقہ سازی، حسد، نشہ بازی، غیر مہذب دعوتیں اور اِن جیسے اَور کام۔ مَیں آپ کو اِن کاموں سے خبر دار کر رہا ہوں، بالکل ویسے ہی جیسے مَیں نے پہلے بھی آپ کو خبر دار کیا تھا کہ ایسے کام کرنے والے لوگ خدا کی بادشاہت کے وارث نہیں ہوں گے۔

نتائج تحقیق / خلاصہ بحث

بائبل (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید) کی مذکورہ بالا تعلیمات کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ بائبل میں عدم تشدد وعدم اذیت کی تعلیمات نہ صرف یہ کہ موجود ہیں، بلکہ ان مذاہب کے بانیان نے اپنے وقتوں میں اپنے پیروکاروں کو ظلم و تشدد اور فتنہ و فساد سے دور رہنے اور محبت و شفقت کو لوگوں میں پروان چڑھانے کی حد درجہ تک کوشش بھی کی۔عہد نامہ جدید میں عدم تشدد کی تعلیمات عہد نامہ قدیم کی نسبت زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔لیکن دوسری طرف اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ بائبل میں عدم تشدد کی تعلیمات کے باوجود ماضی کی طرح حال میں بھی یہود و نصاری کی بہت بڑی تعداد انتہا پسندی اور ظلم و تشدد کی اذیت ناک سرگرمیوں میں شریک پائی جاتی ہے۔جیسا کہ ماضی میں یہودیوں کا تورات میں تحریف کرنا[28]،یوم سبت کی نافرمانی[29]،انبیاء کرام کا قتل کرنا[30]،عہد نبوی ﷺ میں میثاق مدینہ کی خلاف ورزی اور نبی ﷺ کے قتل کی سازش اور حال میں اسرائیل کا سرزمین فلسطین پر ناجائز قبضہ اور مسلمانوں پر آئے دن ظلم و تشدد کے واقعات،عیسائیوں کی انجیل میں تحریف، اُندلس پر قبضہ، صلیبی جنگیں، بیسویں صدی کی عالمی جنگیں، اکیسویں

صدی کی دہشتگردی اور امریکی رد عمل وغیرہ۔ لیکن جب ان واقعات کے پس پشت محرکات کا جائزہ لیتے ہیں تو اصل حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انسانی رویے انسانی سوچ اور فکر کے ترجمان ہوتے ہیں اور انسانی فطرت میں غالب رجحان اپنے مفاد کا حصول ہے جو کہ معاشی، سیاسی، مذہبی، اور معاشرتی کسی بھی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ کسی مذہبی فرد یا طبقے کا پر تشدد رویہ، اکثر مواقع پر اس کے مذہب کی پیداوار نہیں ہوتا بلکہ اس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے، جس کی بدولت وہ خود اپنے مذہب کی اصل تعلیمات تک کو تبدیل کر لیتا ہے۔ یہود کی طرف سے بائبل میں تحریف کے پس پردہ حقیقت مذہبی احکامات پر عمل نہ کرنا۔ لھٰذا ہفتے کے دن کی نافرمانی کے پیچھے محرک نفسیاتی مسئلہ یعنی سرکش طبیعت تھی اور دوسرا مچھلیوں کو نہ پکڑنے سے معاشی مفادات پر زد پڑتی جو ان کو قبول نہ تھی۔ انبیاءؑ پر یہودیوں کے تشدد اور زیادتی کا سبب کیونکہ وہ ان کو برائی اور بے حیائی سے منع کرتے تھے اور یہ باتیں ان کی عیاش پسند طبیعت کو اچھی نہیں لگتی تھیں انبیاء کرامؑ کی تعلیمات پر عمل پیراء ہونے کی صوٗرت میں ان کو زناکاریوں کی لذتوں، ناجائز دولت کے اکتساب اور اپنے آپ کو زور آور ثابت کرنے کے لیے کمزوروں کیساتھ ظلم و زیادتی کی روش کو ترک کرنا پڑتا جو ان کو کسی طور قابل قبول نہ تھا اس لیے انہوں نے انبیاء کرام کو ہی راستے سے ہٹانے کی کوشش کی ۔اس کے علاوہ اُندلس پر عیسائیوں کا قبضہ اور عیسائیوں کے صلیبی جنگوں کو شروع کرنے کے پیچھے محرکات اقتدار کی ہوس، مذہبی تعصب و تنگ نظری، ارض مقدس پر قبضہ اور مذہب عیسائیت کی بڑھوتری تھی، جو مسلمانوں کو قتل اور بے گھر کر کے پوری کی گئی، مذہب اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بیسویں صدی کی عالمی جنگیں ہوں یا اکیسویں صدی کی دہشت گردی کے خلاف امریکی رد عمل، ان کے سیاسی اور معاشی محرکات کو کون نہیں جانتا۔ افغانستان پر نائن الیون کے بعد ہونے والے حملے کے اسباب پر غور کریں، عراق اور کویت جنگ کی بات کریں، سعودی عرب میں امریکی فوج کی موجودگی کا تذکرہ کریں یا شام میں ہونے والی تباہی کی، تو مقاصد صرف ان ممالک کے وسائل پر قبضے کرنا ہے جن میں تیل کے ذخائر سر فہرست ہیں۔ لیکن مذہب کی کسی تعلیم کے لحاظ سے یہ سب کچھ جائز نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ نے تو ایسی تمام باتوں سے منع کیا جس سے دوسرے لوگوں کو دُکھ اور اذیت پہنچے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان وقوع پذیر ہونے والے پر تشدد واقعات میں کہیں بھی تورات وانجیل اور پیغمبروں کی تعلیمات کا دخل نہیں ہے بلکہ اس کے ذمہ دار خود کچھ یہود و نصاریٰ ہیں جنھوں نے اپنے اقتصادی، سماجی اور سیاسی مفادات کے لیے ظلم و تشدد کو عام کیا اور بدنامی مذہب کے حصے میں آئی۔

سفارشات

لھٰذا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ انسانی رویوں سے نفرت، عصبیت، تشدد،اذیت اور عدم برداشت کے رجحانات کو کم کرنے کے لیے مذاہب کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں عملی شکل دی جائے۔ محبت، بھلائی، خیر خواہی، صبر، برداشت، عدم تشدد اور عدم اذیت کے اصولوں کو پروان چڑھایا جائے تاکہ پُر تشدد رویوں کی حوصلہ شکنی ہو اور نتیجتاً پُر تشدد واقعات میں کمی واقع ہو اور دنیا میں امن وسلامتی کا خواب پورا ہو، تمام لوگ پُرامن ماحول میں آگے بڑھیں اور ملک و قوم کی ترقی میں فعال کردار ادا کریں۔

References

[2] Exodus 20:13-17
[3] Rev. John Schultz, *Commentary to the Book of Exodus,* Bible Commentaries, UK, 2003, 95
[4] Isaiah 2:4
[5] John Burton & John Muddiman, *The Oxford Bible Commentary,* Oxford University, New York, 2001, 240
[6] Chronicles 28:2-3
[7] Ezekiel*18:6-8*
[8] Ezekiel 7:11
[9] Proverbs 3:31
[10]Proverbs 13:2
[11] Psalms 73:6
[12] Leviticus 19:11-15
[13] Matthew 5:38-42
[14]John Calvin, *Commentary on Matthew*, Bakers Book House, United States, 1989, p:196-197
[15] 2 Corinthians 13: 11-14
[16] Hebrews 12:14
[17] John Calvin, *commentary on Hebrews*, Bakers Book House, United States, 1989, p: 204
[18] Romans 12:17-21
[19] Luke 6:27
[20] Ibid 11:25
[21] John Calvin, *Commentary on Mark* 1, Bakers Book House, United States, 1989, p: 215
[22] Luke 6:28-31
[23] Romans 12:9-16
[24] Ephesians 4:2
[25] 2 Corinthians 13:11
[26] Romans 12:18
[27] Galatians 5:19-21
[28] Al-Qur’an 4:46
[29] Jeremiah 17:21-24
[30] 2 Chronicles 24:20-21 , Al Qur'an 4:156